سوال

(290) گھر سے بھاگ کر نکاح کرنا والدین کی اجازت سے

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک لڑکی اپنے گھر سے بھاگ کر اپنے آشنا کے پاس آگئی اور اس سے شادی کا ارادہ ظاہر کیا، آشنا نے لڑکی کے والدین سے فون پر رابطہ کر کے اس سے شادی کی اجازت طلب کی تو انہوں نے یہ کہہ کر فون بند کر دیا کہ وہ گھر سے بھاگ کر گئی ہے اور آپ سے شادی کرنا چاہتی ہے، اس لئے ہماری طرف سے اجازت ہی ہے لیکن ہماری طرف سے کوئی بھی شادی میں شریک نہیں ہوگا، آشنا نے اپنے دوستوں کو گواہ بنا کر عدالتی نکاح کرا لیا، چند سال بعد لڑکی کے والدین سے صلح ہوگئی۔ اس نکاح کو تقریباً 15 سال ہوگئے ہیں چار بچے بھی ہیں۔ اس نکاح کی شرعی حیثیت سے ہمیں آگاہ کریں کہ صلح کے بعد انہیں دوبارہ نکاح کرنا چاہیے تھا یا پہلا نکاح ہی کافی تھا؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

ہمارے معاشرے کا یہ المیہ ہے کہ ہم ایک کام کو اپنے ہاتھوں خراب کر دیتے ہیں، پھر اس خرابی کو موجود رکھتے ہوئے اس کا کوئی شرعی حل تلاش کرتے ہیں۔ صورت مسؤلہ میں ایسا ہی معاملہ درپیش ہے کہ لڑکی خود گھر سے بھاگ کر آئی ہے اور اپنے آشنا سے شادی کرنے کا اظہار کرتی ہے۔ آشنا کو بھی علم ہے کہ والد کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے فوراً لڑکی کے والد سے نکاح کی اجازت لینے کے لئے رابطہ کیا۔ لڑکی والوں نے جو جواب دیا ہے اس سے ان کی اجازت کو کشید نہیں کیا جا سکتا، بلکہ انہوں نے اپنی غیرت کا اظہار کیا ہے کہ جب ہماری لڑکی گھر سے بھاگ گئی ہے تو ہماری عزت تو اس وقت پامال ہو چکی ہے، اب ہم اجازت دیں یا نہ دیں اس سے معاملہ کی سنگینی میں کوئی فرق نہیں پڑے گا، اس لئے ''ہماری طرف سے اجازت ہی اجازت ہے۔'' کے الفاظ کو حقیقی اجازت پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے برملا کہا کہ ہماری طرف سے اس ''شادی'' میں کوئی شرکت نہیں کرے گا۔ حق تو یہ تھا کہ لڑکی کو سمجھا بجھا کر واپس بھیج دیا جاتا، پھر حالات سازگار ہونے پر نکاح کی بات چیت ہوتی۔ لیکن لڑکی اور لڑکا دونوں جذباتی تھے اس جذباتی رو میں شادی ہوگئی۔ اس کے بعد لڑکی کے والدین نے حالات سے مجبور ہو کر صلح کر لی۔ حدیث میں بیان ہے کہ سرپرست کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''ولی کی اجازت کے بغیر نکاح درست نہیں۔'' [مسند امام احمد، ص: ۳۹۴، ج۴]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو اس کا نکاح باطل ہے۔'' آپ نے تین مرتبہ یہ الفاظ دہرائے۔ [ابوداؤد، النکاح: ۲۰۸۳]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی عورت کسی دوسری عورت کا نکاح نہ کرے، یعنی نکاح میں اس کی سرپرستی نہ کرے اور نہ ہی کوئی عورت خود اپنا نکاح کرے، بلاشبہ وہ بدکار عورت ہے جس نے اپنا نکاح خود کر لیا۔'' [ابن ماجہ، النکاح: ۱۸۸۲]

ان احادیث کا تقاضا ہے کہ صورت مسئولہ میں جونکاح ہوا ہے وہ سرپرست کی اجازت کے بغیر ہوا ہے جبکہ اس کی اجازت انعقاد نکاح کے لئے شرط ہے، لہٰذا اس ''عدالتی نکاح'' کو نکاح تسلیم نہیں کیا جاسکتا، ہمارے نزدیک دوصورتوں میں عدالتی نکاح صحیح ہوتا ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

جس عورت کا کوئی بھی سرپرست نہ ہو تو عدالت کی سرپرستی میں اس کا نکاح کیا جاسکتا ہے اگر عدالت تک رسائی مشکل ہو تو گاؤں یا محلے کے سنجیدہ اور پختہ کار لوگوں پر مشتمل یا پنچائت کی سرپرستی میں بھی نکاح کیا جاسکتا ہے۔

کسی عورت کا ولی موجود ہے لیکن وہ اپنی ولایت سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتا ہے یا اپنے مفادات کی وجہ سے لڑکی کا کسی غلط جگہ پر نکاح کرنے پر تلا ہوا ہے تو ایسے حالات میں بھی عدالت یا پنچائت کی سرپرستی میں نکاح ہوسکتا ہے۔

چونکہ اس نے نکاح سے پہلے اپنے والد سے رابطہ کیا اور اس کے ان الفاظ سے کہ ''اجازت ہی اجازت ہے'' سے فائدہ اٹھا کر عدالتی نکاح کیا ہے۔ لہٰذا اس شبہ نکاح کا فائدہ ''ملزم'' کو ملنا چاہیے۔ اس کا فائدہ صرف اتنا ہی ہونا چاہیے کہ اس کی اولاد کو صحیح النسب قرار دیا جائے لیکن حقیقت کے اعتبار سے نکاح صحیح نہیں ہے۔ اس لئے آئندہ اسے گناہ کی زندگی سے بچانا چاہیے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ ان کے درمیان فوراً علیحدگی کردی جائے۔ ایک ماہ تک دونوں ''میاں بیوی'' ایک دوسرے سے الگ رہیں۔ انہیں اس فعل شنیع پر ملامت بھی کی جائے۔ انہیں اللہ تعالیٰ سے معافی اور استغفار کی تلقین کرنی چاہیے، پھر ایک ماہ بعد از سر نو نکاح کیا جائے اور نکاح کی شرائط کو ملحوظ رکھا جائے۔ ہمارے نزدیک احتیاط کا تقاضا یہی ہے۔ امید ہے کہ ایسا کرنے سے دونوں قیامت کے دن مواخذہ سے محفوظ رہیں گے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:305